© rasailojaraid.com

حامد سراج

لوٹایا ہوا سوال

تسبیح خانے کے سامنے چمکیلی جوتیاں اتار کر وہ اندر داخل ہوا۔ ایک لمبا سانس لیا۔ پنکھا تیز کرنے کو کہا اور باتھ روم کے چپل پاؤں میں اڑس کر تولیہ کندھے پر ڈالا۔ باقی سب مہمان تسبیح خانے میں دو زانو مؤدب بیٹھے تھے۔ ماحول میں تقدس اور پاکیزگی کی خوشبو تھی۔ بھینی بھینی سی۔ مہمانوں کی جدید ماڈل کی کاریں باہر کھڑی تھی۔ ڈرائیور قبرستان کی مغربی سمت سیمل کے درختوں کے درمیان سگریٹ سلگائے گپیں ہانک رہے تھے تسبیح خانے، مہمان خانے، کتب خانے اور مسجد کے قریب سگریٹ پینے کی ممانعت تو نہیں تھی لیکن ادب اور احترام کی وجہ سے یہاں کوئی سگریٹ پینے کی گستاخی نہیں کرتا تھا۔ کہتے ہیں ایک بار کوئی یہ جسارت کر بیٹھا تھا اور اقتدار سے محروم ہو گیا۔ مہمانوں کی توقیر خانقاہ کے مکینوں کی گھٹی میں تھی۔

تسبیح خانہ ایک ایسا متبرک کمرہ تھا جو صدیوں سے بزرگوں کی تسبیحات کا امین تھا ایک کرنل نے جو اپنے باطنی آشوب سے پناہ کے لئے آ مقیم ہوا، خواب میں سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگوں کی زیارت کی۔ پھر وہ جب بھی آیا بوریا نشینوں کے قدموں میں بیٹھ کر زر نایاب پایا۔ ترقی کی وہ منازل سیاہ بالوں کے ساتھ طے کیں جو کنپٹیاں سفید ہونے پر بھی بدقت نصیب ہوتی ہیں۔ ایک بریگیڈیئر نے جب اپنے ڈرائیور کو نیچے فرش پر بیٹھ کر ساتھ کھانا کھانے کو کہا تو اس نے جھجک کر کہا۔

"سر...... میں ...... ؟"

"بیٹھ جاؤ۔ یہاں محمود و ایاز ایک ہی صف میں ہوتے ہیں۔"

عصر کا وقت تھا کہ وہ بزرگ جن کی وجہ سے پورا ماحول تقدس کے ہالے میں تھا، اپنے زانو پر ہاتھ رکھ کر اٹھے اور سیدھی کمر کھڑے ہو گئے۔ دودھ جیسی داڑھی پر ہولے سے ہاتھ پھیرا جیسے اسے سہلا رہے ہوں، اور چائے کے لئے گھر تشریف لے گئے۔ مہمانوں میں بھنبھناہٹ ہونے لگی، باتوں کے لچھے کھل گئے۔

وہ تسبیح خانے کے ساتھ متصل غسل خانے سے نکل کر مجھ سے بغل گیر ہو گیا۔ اس کے چہرے پر سیاہ گھنی ڈاڑھی، بوسکی کا کرتا اور شلوار کے پائنچوں پر مخملی کنڈا کڑھائی تھی اس نے اپنی جیب سے رومال نکالا۔ آمنے سامنے کے دونوں کونے باہم ملائے اور اس مثلث کو ہاتھ پر رکھ کر سر کے پیچھے گرہ لگا دی۔

"آئیے میں آپ کو اپنے رشتے داروں سے متعارف کراؤں"...... ایک درویش دستر خوان پر پیالیاں چُن رہا تھا...... "ان سے ملیے میرے سگے ماموں، ممبر قومی اسمبلی ہیں، بہت نفیس طبیعت پائی ہے، آپ رشوت کو سور کے گوشت کی طرح حرام سمجھتے ہیں" اس فقرے پر ممبر کے چہرے پر ایک لہر آئی اور پیشانی کی سلوٹوں میں ایک اور کا اضافہ کر تی گئی۔ "میرے ماموں کا دل گداز ہے۔ ڈیرے پر آنے جانے والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ ان کے چہرے پر کبھی سلوٹ نہیں آئی۔"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ممبر نے جیب سے اعلیٰ تمباکو کی زرد ڈبیا نکالی، میں کانپ گیا کہیں اقتدار غروب ہونے کا وقت تو نہیں آ گیا۔ لیکن اس نے ڈبیا اور پائپ جیب میں واپس رکھ لئے، شاید رسی دراز تھی۔

"اور۔۔ ان سے ملئے چیئرمین ضلع کونسل......تایا ہیں میرے....! علاقے میں کوئی سڑک کچی نہیں رہی، سڑکیں، پلیاں اور کھال ان کے ارادوں کی طرح پکے ہو گئے ہیں۔ یہ صلہ رحمی کی برکات ہیں۔" اس کے تعارفی انداز میں عجیب سی عجلت تھی۔

ممبر قومی اسمبلی باہر نکل کر درویشوں سے باتیں کرنے لگے۔ مہمان تسبیح خانے میں دیواروں پر آویزاں انبیاء اور صوفیاء کے شجرہ نسب دیکھ رہے تھے۔ صدیاں ان کے سامنے متشکل تھیں اور وہ مجھے اپنے خاندان سے متعارف کرانے میں مگن تھا۔

آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے خاندان میں کیسے کیسے گوہر ہیں......؟ ماموں اور تایا..... اب ان سے ملئے نا، میرے بہنوئی ایک بڑے ادارے کے چیئرمین، باذوق اور ادب کے شناور۔"

یہاں پر موجود رشتہ داروں سے تو آپ متعارف ہو گئے کبھی ہمارے علاقے میں آئیے نا۔۔۔ آپ حیران رہ جائیں گے۔ دو ماموں زاد مل اونرز ہیں اور بڑے بھائی ماہر امراض قلب..... اللہ اللہ میرا خاندان...... میرا سلسلہ نسب......دادا جان کے گھوڑوں کا استھان، ایک سے ایک اعلیٰ نسل کا وہ ایرانی گھوڑا کہ جیسا پورے ملک میں اور کسی کے پاس نہیں۔ مشکی گھوڑی تو انہوں نے افریقہ سے منگوائی ہے۔ ان کی دیکھ بھال کا الگ شعبہ ہے۔ باوردی خدمت گار، خوراک میں کئی کلو سیب، دودھ اور میوہ جات، سالانہ مقابلے میں دور دور تک ہمارے گھوڑوں کی دھوم ہے۔ مجھے تو ان کی نسل اور نسب کا اتنا شوق ہوا کہ دادا جان نے چند ماہ کے لئے بیرون ملک بھجوا دیا۔ مجھے علم ہندسہ سے بھی گہری لگن ہے۔ میں نے خاندان کا نسب نامہ تیار کیا ہے۔"

وہ بلا تکان بول رہا تھا.........

اور میں اپنی ذات کی پہچان اپنے انساب میں تلاش کر رہا تھا۔ حضرت آدمؑ سے لے کر خاتم الانبیاءؐ تک ایک فریم میں ایسا شجرہ تھا جو شاخ در شاخ درخت کی صورت میں بنایا گیا تھا۔ صوفیاء کے تمام سلاسل کے شجرے آویزاں تھے۔ خلیفہ اوّل حضرت ابو بکر صدیقؓ سے امیر المومنین حضرت علیؓ اور حضرت جعفر صادقؒ سے جاری فیضان بایزید بسطامی سے ہوتا ہوا ابو الحسن خرقانی ابو علی فارمدی، بابا محمد سماسی، یعقوب چرخی اور خواجہ املنگی کے میٹھے چشموں سے گزرتا موسیٰ زئی کے نخلستان میں دوست محمد قندھاری، عثمان دامانی اور خواجہ سراج الدین کی ٹھنڈی ہوائیں لے کر ابو السعد احمد خان کی اس خانقاہ کے تسبیح خانے میں صوفیانہ خوشبو سے معطر ماحول بے خود کئے دے رہا تھا۔ میں اسے بتانا چاہ رہا تھا کہ ہماری پہچان کیا ہے؟ ہم کون ہیں......؟ ہمارے اجداد کون تھے.....؟ ہمارا "سلسلہ نسب" ہست و بود سے پرے کائنات کے خالق سے جا ملتا ہے۔ وہی اصل ہے وہی کل.......! تم کیسے نساب ہو کہ گھوڑوں کے نسب نامے مرتب کرتے پھر رہے ہو۔ تمہارے خاندان کی ناموری تمہارے کسی کام نہیں آئے گی۔ بقائے حیات اور سفر آخرت میں تمہارا خاندان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تمہارے ساتھ شریک سفر نہیں ہوگا۔ اپنی ذات کے غار حرا میں اترو۔ شاید تم پر نفی اثبات کا راز کھل جائے۔ مقدر سے یہاں آ گئے ہو تو اپنی ذات کا عرفان کیوں نہیں پا لیتے..... یہ تسبیح خانہ نہیں یہاں صدیاں دھڑکتی اور سانس لیتی ہیں۔ یہاں علم و آگہی کے عرفان کی ندیاں رواں ہیں۔ یہاں صرف قلوب ہی ذکر نہیں کرتے بلکہ پتا پتا بوٹا بوٹا اللہ کے ورد سے زندہ ہے۔

یہ ایک ابدی تسلسل ہے۔ (تسبیح خانہ تخلیق کائنات سے پچاس ہزار پہلے بھی موجود تھا)، آج تم آئے ہو کل کوئی اور آئے گا۔ اپنے آپ کو پہچان لو۔ اصحاب صفہ کے چبوترے سے اس تسبیح خانے تک کائنات کا تسلسل ہے۔ یہ منزلیں روح کی بقا کی علامت ہیں۔ لیکن وہ بولتا رہا۔ اس کی روح کے کواڑ پر ممبر قومی اسمبلی چیئرمین ضلع کونسل اور دادا جان کے گھوڑوں کا پہرہ تھا۔

میرے چچا کئی سال سے فارن میں مقیم ہیں۔ ان کی دو بیویاں اور چار کوٹھیاں ہیں..... میں اس کی گفتگو میں مخل ہوا۔ میری خواہش تھی وہ اس در سے خالی نہ لوٹے۔

میرے بھائی تم نساب ہو۔ تمہیں اپنے خاندان سے محبت ہے۔ کیا تمہارے علم میں ہے کہ عربوں میں کیسے کیسے نساب گزرے ہیں۔ ان کے حافظے قوی تھے۔ انہیں انساب وارحام ازبر تھے۔ یہ شجرہ دیکھ رہے ہو.....؟"

"جی... کتنا خوبصورت فریم ہے۔ نفیس، گولڈن، عمدہ... لاجواب فریم ہے، کمرے کی بناوٹ بھی قدیم طرز کی ہے... اجداد کی یادگار ہے نا... کیسی اونچی چھت کی عمارتیں بنایا کرتے تھے۔"

باہر سے ہارن کی آواز سنائی دی... مثلث کھسک کر اوپر ہو گئی۔ اس نے انگوٹھے اور انگشت شہادت سے چٹکی بنائی اور اوپر کھسک جانے والے رومال کے کونے کو کھینچ کر نیچے کیا۔

"اچھا ہم چلتے ہیں... کبھی ہمارے ہاں آئیے نا... ضرور آئیے... تاکید ہے، بھول نہیں جانا..."

وہ چمکیلی جوتیاں پہن رہا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ اس کے باطن کی ساری چمک تو انہی جوتیوں تلے کچلی جا رہی تھی۔ میں نے دھیرے سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا...

"بھائی... آپ کے ماموں ممبر قومی اسمبلی ہیں"

"جناب آپ حکم کیجئے... کوئی کام ہے تو بتائیے نا... کام یوں ہو جائے گا..." اس نے چٹکی بجاتے ہوئے کہا ہے۔

"کام نہیں ہے..... آپ کے ماموں ممبر قومی اسمبلی، تایا چیئرمین ضلع کونسل ماموں زاد مل اونرز اور دادا جان کے گھوڑوں کا استھان... مجھے صرف یہ پوچھنا ہے کہ آپ کی ذاتی شناخت کیا ہے؟ اور نسبت کس سے ہے...؟"

اور جب میں یہ پوچھ رہا تھا تو اپنے نسب کی آخری کڑی اندر ہی اندر گن چکا تھا...

اس کا ایک پاؤں تسبیح خانے کے اندر اور دوسرا جوتی میں تھا۔ اس نے آنکھیں اٹھا کر مجھے دیکھا...

اس کی پتلیاں ٹھہری ہوئیں تھیں۔

ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں مجھے یوں محسوس ہوا میرا ہی سوال اس کی ٹھہری پتلیوں سے منعکس ہو کر میرے سارے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے۔

© rasailojaraid.com